Lesson 4. Al-Baqarah (Ayaat 21– 29): Day 24 سُوۡرَةُ البَقَرَة کی تفسیر

وَاِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا ۔۔۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پہلے توحید کی بات اور اَب محمدؐ رسول اللہ کا ذکر آیا۔ توحید کے بعد رسالت۔ 'عبدنا' یعنی اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں۔ یہاں رسول کی بجائے عبدنا اِسلئے کہا گیا عبادت کی بات کے بعد محمدؐ رسول اللہ مُراد ہیں کیونکہ اُنھوں نے عبادت کا حق ادا کر دیا۔ صرف لوگوں کو اللہ کا بندہ نہیں بنایا بلکہ پہلے خود بنے۔

یہاں عمل کا نقطہ ہے کو جو دوسروں کو کہتے ہیں وہ خود بھی کریں۔ کہنے والا جب تک خود اُسی بات پر عمل نہیں کرے گا کوئی اُس کی بات نہیں مانے گا۔

رسولؐ پاک نے بچّے کو پہلے دِن میٹھا کھانے سے منع نہیں کیا کیونکہ خود کھاتے تھے۔ اگلے دِن میٹھا پہلے خود چھوڑ کر نصیحت کی تا کہ اُس پر اَثر ہو۔ والدین اور اساتذہ کے لئے خاص طور پر عمل کا نقطہ

رسولؐ پاک کے لئے عبد کا لفظ کہا گیا ہے۔ البقرہ کے آخر میں بھی آپ پڑھیں گے کہ محمدؐ رسول ہیں۔

ایک اور بات یہ بھی ہے کہ جب اللہ نے کوئی خاص بات کہنی ہو تو محمدؐ رسول اللہ کی بجائے محمدؐ عبد فرمایا ہے۔ مثال: سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا۔۔ پارہ 15

پھر آگے فرمایا گیا کہ کیا تم کو اِس کتاب میں کوئی شک ہے؟

وَاِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ ۖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۲۳﴾ اور اگر تم کو اس (کتاب) میں، جو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ عربی) پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سورت تم بھی بنالاؤ اور خدا کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو

بھی بلالو اگر تم سچے ہو﴿۲۳﴾ لیکن اگر (ایسا) نہ کر سکو اور ہر گز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (اور جو) کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے﴿۲۴﴾

مشرکین یہی کہتے تھے کہ یہ کتاب محمدؐ رسول اللہ خود ہی بنا کر لاتے ہیں۔ تو اِسی لئے چیلنج کر دیا گیا کہ تم بھی اِسی طرح کا کچھ بنا کر لاؤ۔ جب تک ہمیں کسی بات کا یقین نہیں ہوتا۔ اُس پر ایمان نہیں لاتے۔

اللہ کے نبیؐ 13 سال تک تبلیغ کرتے رہے۔ کبھی مشرکین اللہ کے شریک بنا لیتے۔ کبھی نبی پاکؐ پر اعتراض اور کبھی کتاب (قرآن پاک) پر۔ کہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے یا پھر عمل والی کتاب نہیں ہے بلکہ صرف جادو ٹونے، تعویز اور جنتر منتر کے لئے ہے۔ صرف برکتوں کے لئے ہے، چوم کر رکھنے کے لئے ہے۔ عرب خود فصیح الکلام تھے۔ جب نبی پاکؐ کی زبان سے یہ قرآن ملا۔ تو اعتراض کرنے لگے۔ بغیر وجہ کے عُذر پیش کرتے۔ نہ تو قرآن کی قدر تھی اور نہ ہی اسکی طلب۔

شُهَدَآءَكُمۡ یہاں تین معنی ہیں۔ ایک یہ کہ جو موجود ہیں وہ سب۔

دوسرا معنی ہے کہ اپنے مددگار بلالو، اُن سب سے مدد لے لو

تیسرا معنی ہے کہ اپنے گواہ لے آؤ۔ (جو تمھارا ساتھ دیں)

اور قرآن پاک میں یہ چیلنج اور بھی کئی جگہ کیا گیا ہے۔۔ سورۃ یونس آیت 15۔ سورۃ ھود آیت 13۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت 88۔ سورۃ طور آیت 34۔

عام طور پر عربی زبان میں نہیں کے لئے لفظ آتا ہے لا یا ما۔ لیکن یہاں کہا گیا ہے 'لن' یعنی کبھی نہیں ہو سکے گا۔ تمام زمانوں کے لئے۔ مثال you will never be able to do this.

شدّت کے لئے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی اوپن چیلنج ہے۔ ہر زمانے میں قرآن پاک جیسی کتاب بنانے کی کوششیں ہوتی رہی ہیں مگر کوئی کامیاب نہیں ہو سکے۔ **یہ ایک Authentic کتاب ہے۔**

اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھیں کہ اللہ نے ہمیں یہ کلام پڑھنے کے لئے چُن لیا ہے۔

روز دو نفل شکرانے کے لئے پڑھیں کہ یہ کتاب ہمارے ہاتھ میں ہے۔

جب بھی کوئی چیز مارکیٹ میں آتی ہے یا کوئی نیا کام شروع ہوتا ہے تو اُس کی نقل ضرور کی جاتی ہے۔

چاہے اُس جیسی چیز بن سکے یا نہیں یا اُس جیسا کام ہو سکے یا نہیں۔ دین میں بھی یہی ہوتا ہے۔

اللہ کے نبیؐ کے دور میں بھی مسیلمہ کذاب نے نبوّت کا دعویٰ کیا اور کچھ اشعار بھی لکھے۔ ایک عورت تھی سجاع، اِس نے بھی نبوّت کا دعویٰ کیا۔ بعد میں دونوں نے شادی کر لی۔ للخبیثین للخبیثٰت۔

متنبیٰ، منصور حلاج۔ اسود عنسی، ابن مقفیٰ اور بھی کئی لوگ ہیں۔ ابن مقفیٰ نے نقل یوں کی؛

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ کے بدلے میں لکھی

الفیلُ۔ ما الفیلُ۔ وما ادرٰک ما الفیلُ۔۔۔ اے ہاتھی۔ کیا ہے ہاتھی۔ اور تم کیا جانو کیا ہے ہاتھی۔

اُسکی چھوٹی ہے دُم اور لمبی ہے سونڈ۔۔

آپ خود دیکھ لیں کہاں **اَلْقَارِعَةُ** کے الہامی الفاظ اور کہاں بچّوں کی نظم؟

اور مسلیمہ کذاب نے کہا؛اے مینڈک اور اے مینڈکی۔ اپنے آپ کو صاف کرتی رہو جیسے تم کرتی ہو۔ آدھا دھڑ تیرا پانی میں ہے اور آدھا مٹّی میں۔ نہ تو پانی کو میلا کرتی ہے اور نہ پینے والوں کو اس سے روکتی ہے۔ اِس کے دوستوں نے منع کر دیا کہ کچھ اور مت کہنا بڑی بے عزّتی ہو گئی ہے۔

سوچیں ذرا ایک طرف ہے والعصر اور ایک طرف اِس طرح کی شاعری؟

ابنِ مقفیٰ نے جب اپنے کلام کا قرآن سے موازنہ کیا تو اُس نے اپنا کلام جلا دیا تھا کہ اَب ہمارے کلام کی ضرورت نہیں رہی۔

جب سورۃ کوثر نازل ہوئی تو عربوں کے دِل ہل گئے۔ اِس میں صوتی حُسن کو نوٹ کریں اور کس قدر جامع پیغام ہے۔ عرب سال بھر کے لئے سب سے شاندار شاعری کو چن لیتے اور اُس کو خانہ کعبہ کے اندر لگاتے تھے۔ انھوں نے اِن آیات کو بھی وہاں لگا دیا اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَؕ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡؕ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾

تو اِس کے نیچے ایک مشہور شاعر نے لکھ دیا، واللہُ ما ھٰذا کلام البشر۔

اللہ کا چیلنج ہے کے جس کو مرضی بلا لو۔ اِس کی حفاظت کا ذُمّہ اللہ نے خود لیا ہے۔ ورنہ ہر سال ایک نیا ورژن ہمارے ہاتھ میں ہوتا۔ عیسائیوں کو بائبل کا کچھ لکھنا ہوتا ہے تو ساتھ میں سال بھی لکھنا پڑتا ہے اور خود مانتے ہیں کہ یہ تبدیل ہو چکی ہے۔

قرآن کو سب دُنیا ایک مستند کتاب مان چکی ہے۔ اور اللہ فرماتے ہیں؛

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۴﴾

لیکن اگر (ایسا) نہ کر سکو اور ہر گز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے (اور جو) کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے

انسان کو ہلا دینے والا پیغام ہے کہ نہیں مانو گے تو جلائے جاؤ گے۔ وَقُوْدُ کے معنی ایندھن کے ہیں۔

جلنے والی چیز۔ انسان کی ہڈیوں مین کاربن ہے جو جلنے کے کام آتا ہے۔ انسان کے اندر سلفر اور پوٹاشیم ہے۔ کہتے ہیں کہ انسان کے ایک گرام ادے میں اتنی توانائی ہے جتنی 25 ٹن کوئلے میں ہوتی ہے۔

جب انسانوں کو آگ میں ڈالا جائے گا تو جہنم کو ایک نہ ختم ہونے والا فیول ملتا جائے گا۔

مشرکین اور جن پتھروں کو وہ پوجتے تھے سب آگ میں ڈالے جائیں گے۔ جب کھالیں گل جائیں گی تو نئی کھالیں مل جائیں گی۔ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ایک بات نوٹ کریں کہ ماضی کا صیغہ ہے کہ تیار کر دی گئی ہے۔ بن چکی ہے۔ جنّت اور جہنم دونوں موجود ہیں بنا دی گئی ہیں۔ جہنم کافرین کے لئے بنائی گئی ہے۔ اللہ نے مسلمان کے لئے نہیں بنائی تھی۔ مسلمان اپنے اعمال کی وجہ سے کچھ عرصے کے لئے اُس میں ڈالے جائیں گے۔ جیسے یہ دُنیا کافروں کے لئے بنی تھی کہ چار دن عیش کر لو اور مسلمان بھاگ بھاگ کر اِس میں سے اپنا حصّہ نکال رہے ہیں۔ حدیثؐ کے اگر اِس دُنیا کی اہمیت ایک مچھر کے پر جتنی بھی ہوتی تو اللہ کافروں کو ایک پانی کا گھونٹ بھی اِس دُنیا میں نہ دیتا لیکن اللہ کی نظر میں دُنیا کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ جس کو قرآن کی دولت مل جائے وہ دُنیا کی دولت کے پیچھے بھاگے تو ناشکری کی انتہا ہے۔

قرآن کو غور سے پڑھیں کہ پتا چلے اللہ ہمیں کتنا چاہتا ہے۔ ہم کیسے دوڑ دوڑ کر دُنیاداری میں لگے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ ایک دفعہ قرآن کے ساتھ جُڑ کر تو دیکھو تمہیں سب کچھ مل جائے گا۔

انسان تھوڑدل ہے۔ چاہتا ہے جلد ہی سب کچھ مل جائے۔ صبر نہیں کرتے تو اِسی لئے ہمارے ساتھ اللہ کی مدد نہیں آتی۔ کافروں کا انجام جہنم ہے۔ یہ تصویر کا ایک رُخ ہے۔